

تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان کی عمومی خصوصیات

* ڈاکٹر محمد حمزہ لکھنوی

The maiden Punjabi Tafseer of the Holy Quran in the history of Quranic exegeses is "Tafseer-e-Muhammadi" which has also been given a historical name "Moodheh-e-Furqan". It is a detailed interpretation of The Holy Quran comprising seven volumes and more than three thousand full size pages. Hafiz Muhammad Bin Barakallh, who was a renowned religious scholar of the sub-continent, wrote this exegesis in 1871 AD /1288 AH. "Tafseer-e-Muhammadi" is divided into seven volumes according to the stages or (Manazil) of the Holy Quran. Every volume covers a stage or Manzil of the Holy Quran. This sense of division while writing the exegesis of the Holy Quran is very rare and makes this aspect of the Tafseer distinctive too. It is written in Punjabi couplet keeping in view the mental level and acceptability of the people of the province of the Punjab in Pakistan. The style of "Tafseer-e-Muhammadi" is poetic and expressive based on versified text. Apart from its technical assessment, a general estimate and salient features are discussed in this paper.

تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان قرآن حکیم کی سب سے پہلی منظوم پنجابی تفسیر ہے۔ یہ مکمل تفسیر قرآن مجید فرقان حمید کی سات منازل کے مطابق سات جلدوں پر مبنی ہے اس تفسیر قرآن کو موضح فرقان کا نام اس لئے دیا گیا کہ موضح فرقان کے حروف تہجی کے مجموعے کا حاصل حروف ابجد کے اعتبار سے 1285 بنتا ہے جو کہ 1285ھ اس تفسیر کا سن آغاز ہے۔ چنانچہ مصنف نے انتہائی مہارت سے اپنی تفسیر کے سن آغاز کے ہندسوں کو حروف تہجی میں ترتیب دے کر اپنی تفسیر کا نام موضح فرقان تجویز کیا۔ جو کہ تفسیر محمدی کے نام سے مشہور ہوئی۔

حافظ محمد لکھنوی اس تفسیر کے مصنف ہیں جو کہ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھو کے والے کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ محمد صاحب نے 1285ھ بمطابق 1868ء میں اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور دس سالوں میں اس تفسیر کی تکمیل ہوئی اس تفسیر کی پہلی منزل آغاز کار سے دو سال بعد 1287ھ میں پہلی بار شائع ہوئی اس کے بعد اس تفسیر کے کئی ایڈیشن مسلسل شائع ہوتے رہے۔ سب کے آخری اشاعت ۱۳۳۹ھ کی ملتی ہے اس کے

* پرنسپل گورنمنٹ کالج رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

بعد طویل عرصہ تقریباً ۸۴ سال بعد رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء میں تفسیر محمدی مکمل سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

تفسیر محمدی کئی امتیازی خصوصیات کی حامل ہے۔ اس تفسیر محمدی میں تراجم ہیں ایک فارسی زبان میں ہے۔ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی فارسی تفسیر فتح الرحمن سے ماخوذ ہے۔ اور دوسرا ترجمہ پنجابی نثر میں ہے۔ جو کہ حافظ محمد صاحب کی تبحر علمی کامنہ بولنا ثبوت ہے۔ علاوہ ازیں تفسیر محمدی کی دیگر عمومی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

اولیت:

تفسیر محمدی انیسویں صدی عیسوی کی اہم تفاسیر میں سے ایک تفسیر ہے۔ جو برصغیر پاک و ہند میں پنجابی بولنے والے مسلمانوں میں شہرت رکھتی ہے۔ یہ پنجابی زبان و ادب میں یکتائے روزگار ہے۔ اور پنجابی زبان میں قرآن مجید کی تفاسیر میں سے سب سے پہلی مکمل تفسیر قرآن ہونے کا درجہ رکھتی ہے۔ اور بہت سی علمی اور ادبی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ اس تفسیر کے خصائص بے انتہا ہیں۔ جن کا شمار ممکن ہے۔ اصولی طور پر یہ ایک مکمل تفسیر ہے۔ جو اصول تفسیر کے معیار پر پورا اترتی ہے۔ تاریخی طور پر بھی یہ تفسیر اعلیٰ مقام کی حامل ہے۔

تاریخ تفسیر کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پنجابی زبان کی اولین تفسیر ہے۔ اور جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہے اسی طرح حافظ محمد بن بارک اللہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کو پنجابی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور مکمل پنجابی منظوم تفسیر لکھنے میں اولیت حاصل ہے۔ آپ پنجابی ترجمہ و تفسیر کے بانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس تفسیر کی اولیت کے بارے میں حضرت مولانا معین الدین لکھنوی مدظلہ العالی ستارہ امتیاز لکھتے ہیں:-

”حضرت ولی اللہ دہلوی نے ہندوستان کے لوگوں کو قرآن حکیم کے فارسی ترجمہ سے

روشناس کرا کے اولیت حاصل کی تھی۔ مگر حافظ محمد نے اپنے پنجابی بھائیوں کے سامنے تفسیر کھول

کر رکھ دی۔ جس کی مثال آپ سے قبل یا بعد کہیں نہیں ملتی“۔

بلا مبالغہ تفسیر محمدی سب سے اولین پنجابی تفسیر ہے۔ اس سے قبل پنجابی زبان میں جو تراجم یا تفاسیر لکھی گئیں وہ قرآن مجید کے مکمل تراجم یا تفاسیر نہیں ہیں۔ ان میں اکثر تراجم و تفاسیر مختلف سورتوں یا پاروں تک محدود ہیں۔ مکمل پنجابی زبان کی یہ سب سے اولین تفسیر ہے۔

- جلیل نقوی صاحب نے اپنی کتاب ”اردو تفاسیر“ میں ضمیمہ الف (۳) میں پنجابی تفاسیر کی فہرست پیش کی ہے۔ یہ فہرست مطالعہ کے لیے پیش خدمت ہے:-
- ۱۔ احمد دین، شیخ۔ تفسیر سورۃ لقمان۔ لاہور: رفاہ عام پریس، ۱۳۳۸ھ
- ۲۔ احمد یار مرالوی۔ تفسیر سورہ یوسف
- ۳۔ ارم محمد نواز۔ تفسیر سورہ فاتحہ (پنجابی) تفسیر سورہ یسین (پنجابی) تفسیر عزیز ی پاره اول (پنجابی)
- ۴۔ ازہر، مولوی۔ قصص الحنین، تفسیر سورہ یوسف (بحوالہ فہرست کتب خانہ عبدالاحد، تاجر کتب، امرتسر)
- ۵۔ برخوردار، حافظ۔ حسن القصص۔ تفسیر سورہ یوسف
- ۶۔ جان محمد، بیان تفسیر القرآن (بحوالہ فہرست کتب خانہ الہی بخش و جلال دین، لاہور)
- ۷۔ حبیب اللہ محمد۔ اکرام مصطفیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ۔ منزل نقشبندیہ (ص ۲۷۰) ترجمہ تحت اللفظ اردو
- ۸۔ حبیب اللہ محمد۔ مذاق العارفین الی قصص الحنین، لاہور: کریمی پریس (صفحات ۷۰۸)
- ۹۔ دلپذیر بھیروی، محمد۔ تفسیر اکرام محمدی
- ۱۰۔ روشن دین، مولوی۔ شمع محمدی (تفسیر سورۃ الہزہ) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔
- ۱۱۔ سلیمان ڈومیلوی (جہلم) محمد۔ تفسیر سورہ یوسف مسمی بہ تحقیق انیق فی قصہ یوسف الصدیق۔ سیالکوٹ۔ مفید
- عام پریس، ۱۳۳۸ھ (ترجمہ و تفسیر پنجابی میں مگر حواشی اردو میں ہیں)
- ۱۲۔ شمس الدین بخاری۔ تفسیر القرآن۔ امرتسر۔ ۱۳۱۲ھ
- ۱۳۔ صدیق لالی، محمد۔ تفسیر سورہ یوسف (پنجابی) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر
- ۱۴۔ ظفر اقبال ابن غلام قادر فصیح۔ تفسیر۔ (بحوالہ نمائش قرآن مجید۔ اسلامیہ کالج لاہور)
- ۱۵۔ عبدالرحمن درو۔ قصص الحنین۔ (سورہ یوسف)
- ۱۶۔ عبدالستار محدث دہلوی۔ اکرام محمدی (تفسیر سورۃ الضحیٰ) پنجابی کے ساتھ اردو ترجمہ۔ لاہور: ۱۱۳۵ھ/۱۹۳۹ء
- ۱۷۔ عمر اتالیہ، محمد۔ قرآن مجید مترجم پنجابی مع تفسیر نور، علی نور۔ مشہور تفسیر محمد امینی پنجابی۔ لاہور۔ رفاہ عامہ پریس۔ ۱۳۱۸ھ (ص ۱۲۸)۔ (تفسیر کا نام مصنف نے اپنے مرشد سید محمد امین المعروف سندھی شاہ

نقشبندی آلوہاروی کے نام پر رکھا)

۱۸۔ فضل شاہ نواس کوٹی (م ۱۸۹۰ء) یوسف زلیخا۔ تفسیر سورہ یوسف۔ لاہور: ملک خدا بخش تاجران کتب،

۱۳۰۲ھ

۱۹۔ کرم الہی۔ قصص الحسنین (تفسیر سورہ یوسف) زیر متن ترجمہ اردو (بحوالہ فہرست کتب خانہ عہد الاحد، تاجر کتب)

۲۰۔ محمد بن بارک اللہ، محمد لکھو کے والے (وفات ۱۳۱۱ھ) تفسیر محمدی مسملی موضع فرقان (بالحق، م ۱۲۸۵ھ) مع تفسیر فتح الرحمن (شاہ ولی اللہ) پنجابی نظم مطبوعہ ۱۸۷۱ء

۲۱۔ موتیوں کی لڑی۔ تفسیر سورہ فاتحہ و اربع قل

۲۲۔ تفسیر سورہ یسین

۲۳۔ تفسیر عزیزی

۲۴۔ تفسیر قاریؒ

درج بالا تفاسیر میں سے اکثر ایک سورۃ یا چند سورتوں اور چند پاروں تک محدود ہیں۔

قرآن مجید کی تفسیر جو محمد عمر اتالیہ نے لکھی ہے جو تفسیر امینی پنجابی کے نام سے مشہور ہے قرآن پاک کی مکمل تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس فہرست میں کوئی تفسیر مکمل تفسیر نہیں ہے۔ اور محمد عمر اتالیہ کی تفسیر امینی بھی ۱۳۱۸ھ میں رفاہ عام پریس نے شائع کی ہے۔ جبکہ تفسیر محمدی ۱۲۸۵ھ میں لکھی گئی۔ اس کے متعلق ڈاکٹر محمد باقر لکھتے ہیں:-

”حافظ محمد بن بارکؒ نے ۱۸۶۹ء/۱۲۸۶ھ میں یہ تفسیر لکھنی شروع کی تھی اور دس سال میں

۱۸۷۹ء/۱۲۹۶ھ میں تکمیل کو پہنچی تھی۔ اس کی پہلی منزل آغاز کار سے دو سال کے اندر یعنی

۱۸۷۱ء/۱۲۸۸ھ میں پہلی مرتبہ شائع ہو چکی تھی“۔ ج

اس لحاظ سے تفسیر محمدی پنجابی زبان میں لکھی جانے والی تمام تفاسیر سے قدیم و اولین تفسیر قرآن ہے۔

جمیل نقوی صاحب نے ”منظوم تفاسیر“ کی بھی ایک فہرست پیش کی ہے۔ جس کے مطالعہ سے تفسیر

محمدی کی اولیت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کتاب ۲۲ روو تفاسیر میں پنجابی منظوم تفاسیر کی تفصیل اس طرح

بیان کرتے ہیں:-

۱۔ اشرف علی ہمولوی (ساکن گلایانہ ضلع سوات)۔ سورہ یسین، سورہ الرحمن، سورہ ملک، سورہ مزمل اور سورہ

النباء کی منظوم تفسیر۔ پنجابی۔ ۱۳۳۹ھ

- ۲۔ اظہر حقی بھیروی، محمد۔ قصص الحسنین معروف بہ گلزار یوسف۔ سورہ یوسف کی پنجابی منظوم تفسیر۔ لاہور۔ ۱۹۰۹ء
- ۳۔ چراغ دین، واعظ۔ چراغ روشن مع تفسیر سورہ مریم (منظوم) امرتسر: مطبع مجددی (لفرمائش شیخ عبدالرحمن حبیب الرحمن تاجران کتب، امرتسر)
- ۴۔ حبیب اللہ، محمد حبیب التفسیر معروف بہ تفسیر نعمانی (سورہ فاتحہ) منظوم پنجابی ترجمہ۔ زیر متن اردو ترجمہ۔ ص ۸۰، لاہور، حمید یہ اسٹیم پریس۔ تاریخ طباعت نامعلوم۔
- ۵۔ حبیب التفاسیر معروف بہ تفسیر نعمانی۔ منظوم پنجابی ترجمہ زیر متن اردو لاہور: کرمی پریس، ۱۹۲۸ء۔ دس پارے (ایک اور ایڈیشن) حوالہ فہرست کتب کرمی پریس بک ڈپولاہور)
- ۶۔ حبیب اللہ، محمد۔ رفیق البیان تفسیر یسین الفرقان۔ منظوم پنجابی ترجمہ زیر متن اردو۔ لاہور: اسلامیہ اسٹیم پریس، ۱۳۲۶ھ (ص ۴۰)
- ۷۔ حبیب اللہ، محمد۔ تفسیر سورہ یسین پنجابی منظوم مع ترجمہ اردو۔ لاہور: ۱۹۰۳ء۔
- ۸۔ دلپذیر بھیروی، محمد۔ تفسیر دلپذیری، ۱۰ پارے (حوالہ پنجابی شاعراں و تذکرہ از مولانا بخش کشیہ، ص ۳۳۸)
- ۹۔ دین محمد متخلص بہ میاں جان، تفسیر قرآن مجید۔ ربع اخیر پارہ عم۔ ترجمہ پنجابی نثر میں۔ تفسیر پنجابی نظم میں۔ حاشیہ اردو میں (امرتسر دیر ہند پریس)
- ۱۰۔ سلیمان ڈومیلوی، محمد۔ تفسیر منظوم سورہ یوسف المسمی بہ التحقيق الدنق فی قصہ یوسف الصديق سیالکوٹ: مفید عام پریس۔ ۱۳۲۸ھ (ترجمہ زیر متن پنجابی نثر اور حواشی اردو میں)
- ۱۱۔ عبداللہ احمد، محمد۔ تفسیر القرآن پنجابی منظوم مع اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۱۲ء
- ۱۲۔ عبداللہ احمدی، محمد۔ سورۃ البقرہ کی تفسیر پنجابی نظم میں مع ترجمہ اردو۔
- ۱۳۔ عبدالستار، مولوی (م ۱۹۱۳ء) اکرام محمدی (تفسیر سورہ النحل) منظوم پنجابی، لاہور: روٹری پرنٹنگ ورکس، ۱۹۲۶ء (ص ۲۳)
- ۱۴۔ عبدالستار، مولوی۔ قصص الحسنین یا گلزار یوسف۔ سورہ یوسف کی پنجابی منظوم تفسیر۔ لاہور: ۱۳۲۱ھ
- ۱۵۔ عبدالعزیز جانشین مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔ تفسیر عزیزی۔ پارہ اول کا پنجابی نثر میں ترجمہ اور منظوم تفسیر۔ لاہور: ۱۹۰۸ء
- ۱۶۔ عبد الغفور اسلم جاندھری۔ تفسیر لیسر۔ سحرات: شوکت بک ڈپولاہور، ۱۹۶۸ء۔ ص ۵۸۳۔ ترجمہ زیر متن از شاہ رفیع الدین۔ ترجمہ منظوم پنجابی حاشیہ پر مختصر تفسیر اردو میں۔ (بطور احسن القصص مولوی غلام

رسول - تعداد اشعار ۱۳۰۹۳۸)

۱۷۔ غلام کبریا فتح آبادی۔ رسالہ نور الایمان تفسیر سورہ الرحمن۔ منظوم پنجابی (آخر میں پانچ کلموں کا بھی منظوم ترجمہ شامل ہے) لاہور نو کٹوریہ پریس، (ص ۱۶)

۱۸۔ فیروز الدین، محمد۔ مترجم قرآن شریف مترجم منظوم بزبان پنجابی۔ سیالکوٹ: مفید عام پریس، ۱۹۰۳-۰۳ء

۱۹۔ فیروز الدین ڈسکوی، محمد۔ قرآن شریف مترجم مع مختصر تفسیر فیروزی پنجابی منظوم (ترجمہ اردو تحت اللفظ - حواشی اردو نثر) سیالکوٹ: مختلف مطابع ۱۳۲۳-۱۳۲۰ھ۔ ابتدائی چار پارے اور آخری دو پارے۔

۲۰۔ محمد فیروز الدین فیروز ڈسکوی۔ باغ بہشت یا مجسورہ مترجم۔ آیات کا ترجمہ پنجابی نثر میں ہے اور تفسیر نظم میں۔

۲۱۔ فیض محمد، مولوی۔ تفسیر سورہ مزمل معروف بہ فیض مکمل۔ پنجابی نثر میں ترجمہ اور نظم میں تفسیر۔ لاہور: ۱۹۰۳ء

۲۲۔ کرم الہی (ساکن بھاپال والا۔ سیالکوٹ) کتاب لا جواب تفسیر سورہ یوسف المسمی بہ قصص الحسنین جدید منظوم پنجابی۔ لاہور: ۱۹۰۵ء

۲۳۔ محمد امین مدرس۔ تفسیر سورہ یوسف منظوم (غیر مطبوعہ) ۶۰۰ صفحات (بیر وارث شاہ کی بحر میں)

۲۴۔ محمد بن بارک اللہ (م ۱۳۱۱ھ) تفسیر محمدی (پنجابی تفسیر منظوم) (تاریخی نام موضع فرقان) ۱۲۸۵ھ

۲۵۔ محمد (حافظ) بن حافظ بارک اللہ۔ تفسیر محمدی (منظوم) ۷ منزلوں میں مع ترجمہ پنجابی فتح الرحمن از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بہ تصوف قلیل ا۔ مرادی ترجمہ منظوم پنجابی اور فوائد بہ حاشیہ پنجابی نثر۔ لاہور: مطبع محمدی۔ ۱۸۹۷ء-۱۲۸۸ھ (ص ۲۳۲)

۲۶۔ محمد دین ساکن کوٹ بدر الدین۔ تفسیر سورہ مزمل معروف بہ نور مکمل۔ پنجابی منظوم۔ لاہور: نور محمد بچوانہ

۱۹۰۷ء۔ ص ۵۲۸

۲۷۔ محمد حسین احمد آبادی، مولوی۔ تفسیر سورہ یسین نظم بزبان پنجابی۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ نثر میں اور تفسیر نظم میں۔ امرتسر۔ عبدالرحمن خلف محی الدین، ۱۹۰۲ء

۲۸۔ نبی بخش حلوانی تفسیر نبوی منظوم پنجابی۔ مختلف مطابع ۱۵-۱۳۱۰ھ۔ ۱۵ جلد۔ ص ۵۳۶۔ (ترجمہ تحت اللفظ از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سات جلدوں کا حاشیہ اردو میں ۸ جلدوں کا حاشیہ پنجابی نثر میں) مع تقریظ مولانا اصغر علی روجی۔

- ۲۹۔ نور محمد۔ تفسیر سورہ الملک مقلبہ بہ راحت المؤمنین۔ سورت کا منظوم پنجابی ترجمہ لاہور: ۱۹۰۰ء
- ۳۰۔ نوری، عبدالحکیم۔ تفسیر آیت بیعت رضوان (پنجابی منظوم) ۱۳۲۰ھ
- ۳۱۔ نامعلوم الاسم (ایک فاضل اہل زبان) مترجم۔ قرآن مجید مترجم مع مختصر تفسیر پنجابی بر حاشیہ۔ لاہور: صدیقی پریس، ۱۳۱۳ھ (بفرمائش میاں محمد چٹھہنا جرنلشم، متصل طویلہ شاہ نواز لاہور)
- ۳۲۔ تفسیر پارہ الم کا سندھی ترجمہ منظوم
- ۳۳۔ تفسیر ضیاء الایمان مع ترجمہ مرتضائی (منظوم) ۳
- اوپر دی گئی تفاسیر کی فہرست میں تمام تفاسیر کسی نہ کسی سورت یا چند سورتوں پر مشتمل ہیں۔ اس فہرست کے نمبر ۱۱ پر عبداللہ احمدی کی ’تفسیر القرآن‘ ایک مکمل تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کا سن طباعت ۱۹۰۲ء ہے۔ جو تفسیر محمدی کے بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اسی طرح فہرست کے نمبر شمار ۲۸ پر ’تفسیری نبوی‘ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کہ نبی بخش حلوائی کی تصنیف ہے۔ اس کا سن طباعت ۱۳۱۰ھ درج ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تفسیر بھی تفسیر محمدی کے بعد کی تفسیر ہے۔
- درج بالا دونوں فہرستوں کا بغور جائزہ لینے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سب سے پہلی اور قدیم ترین مکمل منظوم پنجابی تفسیر ’تفسیر محمدی‘ ہی ہے۔ اس سے قبل کوئی بھی مکمل تفسیر پنجابی زبان میں نہیں ہوئی۔ چنانچہ تفسیر محمدی کی یہ اولین اور ابتدائی حیثیت ایک بنیادی خاصیت ہے جو اس تفسیر کو تمام تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس تفسیر کے بعد بھی اس مقام و مرتبہ کی حامل کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ بنگلہ دیش کے نامور محقق ڈاکٹر محضر حسین لکھتے ہیں:-

The earliest punjabi translation of the Qur'an is in verse. It was Hafiz Muhammad bin Barikullah who made this translation. His versefied rendition entitled Tafsir Muhammadi masummah mudhi-i-furqan bazaban punjabi ma'a Tarjamah Farsi was published in Lahore in 1871.۵

پنجابی زبان میں سب سے پہلی اور مکمل تفسیر حافظ محمد لکھوی جو مولوی بارک اللہ کے صاحبزادے تھے، نے ۱۲۹۵ھ میں مکمل کی۔ اور ان کے بعد مولوی دلپذیر بھیروی اور مولوی فیروز الدین ڈسکوی التوفی ۱۳۲۰ھ نے بھی اس طرف ایک قدم اٹھایا۔ مگر یہ حضرات اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ ان کے علاوہ اور بھی دوسرے علماء نے اسی تیرہویں صدی ہجری کے آخری اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں تفسیر قرآن کی طرف ایک قدم بڑھایا مگر ان سب کا مقصد تفسیر نگاری صرف ایک رہا ہے۔ اور وہ سورہ یوسف کی تفسیر جو کہ

پنجابی نظم میں لکھی گئی ہے اس سے زائد شاید ہی کسی نے کچھ لکھا ہو۔ ان میں پیش پیش مولوی عبدالستار مولوی ولیدیر اور مولوی فیروز الدین ہیں۔ چنانچہ مولوی فیروز الدین نے ”چراغ روشن“ کے نام سے تفسیر سورہ مریم بھی لکھی ہے۔ مگر حال ہی میں یعنی تقریباً آج سے ۳۰ سال پیشتر ایک دوسری کوشش جو کہ اس سلسلے میں پایہ تکمیل کو پہنچی وہ ”تفسیر نبوی“ ہے جو کہ مولوی صوفی نبی بخش حلوائی المتوفی ۱۳۶۵ھ کی ۱۵۱ اور قلمی کاوش کا نتیجہ ہے۔ جو کہ عرصہ اکتالیس سال یعنی ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۵۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ ۱۔

ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ پنجابی تاریخ تفسیر میں سب سے اولین اور مکمل تفسیر ”تفسیر محمدی مقلب بہ موضح فرقان“ ہے۔ اس کے بعد دوسری تفسیر ”تفسیر نبوی“ ہے جو مولوی نبی بخش حلوائی کی کاوش ہے۔ ان کے علاوہ جتنی بھی تفاسیر پنجابی زبان میں دستیاب ہیں وہ سب کی سب نامکمل ہیں۔

۲۔ اختصار و جامعیت:

تفسیر محمدی کی دوسری بنیادی خصوصیت اختصار و جامعیت ہے۔ نہایت مختصر عبارت میں آیات کی تفسیر بیان کر دی گئی ہے۔ زبان بڑی سلیس اور سادہ ہے۔ مختصر الفاظ میں معانی و مطالب کو سمجھایا گیا ہے۔ اختصار قرآن حکیم کا نمایاں اعجاز ہے۔ حافظ صاحب نے اپنی تفسیر میں بھی اس اعجاز کو برقرار رکھا ہے۔ اختصار کا لازمی نتیجہ جامعیت ہے۔ معانی و مفہوم کو بیان میں واضح کرنے کے لیے جامع الفاظ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس سے کلام میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اور جامعیت و اختصار کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر محمدی میں اختصار و جامعیت کی خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ مثلاً آیت:

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تے اللہ خاص کرے جس چاہے مال نبوت رحمت

تے اللہ صاحب فضل و ڈے دانست شمار نہ نعمت“ ۸

اسی طرح سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ کی ابتدائی حصہ کی تفسیر اس ایک شعر سے کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:-

تو ڈٹھائیں انہاں ول جہاں سخن زبان الایا

جونیاں انہاں جوتیں ول نازل بھی جو اگے آیا ۹

۳۔ فقہاء اور محدثین کی قربت کا ذریعہ:

آپؐ نے تفسیر محمدی سے قبل فقہ کے موضوع پر ایک کتاب انواع بارک اللہ تحریر فرمائی تھی۔ جس میں احکام و مسائل کو فقہ حنفی کے مطابق بیان کیا۔ پھر جب فقہ حنفی سے مسلک حدیث کی طرف آئے تو حدیث کے مطابق احکام مسائل کو عوام تک پہنچانے کے لیے ”انواع محمدی“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں محدثین کے مسلک اعتدال کو واضح کیا۔ اور دین اسلام کے مسائل و احکام کو احادیث رسولؐ کی روشنی میں بیان کیا۔

اس طرح حافظ صاحبؒ نے فقہ اور حدیث میں قربت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور جو اہل فقہ اور اہل حدیث میں بُعد پایا جاتا ہے اس کو کافی حد تک کم کیا ہے۔

تفسیر محمدی کے اندر بھی حافظ صاحبؒ نے اس مسلک اعتدال کو اپنایا ہے۔ اور قرآن حکیم کے احکام و مسائل میں پائے جانے والے فقہی اختلافات کو احادیث کی روشنی میں دور کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور قرآن مجید کی توضیح و تفسیر فقہی بنیادوں پر کرنے کی بجائے تفسیر بالماثور کو ترجیح دی ہے۔ جس سے فقہی اختلافات میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر سورہ نساء کی آیت ۵۹ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

ہے مقصود اس آیت تھیں جد جھگڑا اہل علم نوں

پوے تا طرف قرآن حدیث لیاون اوس حکم نوں

جو مال قرآن حدیث موافق پاون عمل کماون

خلاف قرآن حدیث جے حاکم کہے تا پاس نجاون ۱۰

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب اہل ایمان میں اختلاف رائے ہو تو قرآن و حدیث سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ جو بات قرآن و حدیث کے مطابق ہو اس پر عمل کیا جائے اور اگر حاکم بھی اس کے برعکس حکم دے تو اس کی بات نہ مانی جائے۔

احادیث کی روشنی میں اس آیت کی تفسیر اس انداز میں کرتے ہیں:-

جو نبی کہیا فرمانبرداری میری طاعت رب دی

تے میری بے فرمانی کرنی ہے معصیت رب دی

جس نیاں حکم امیر سو اس نے سنیاں آکھیا میرا

جو بے فرمان امیر سو میرا بے فرمان ودھیرا ۱۱

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

سنت نبویؐ کی فرمانبرداری کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا تکیہ نظر واضح کیا ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا قول اصحابؓ مل جائے تو میری بات کو چھوڑ دو۔

جو ابن مبارک کہیا جو ابوحنیفہؒ خود فرمایا

جاں آوے حکم نبی تھیں سر اکھیں پر منن آیا

بھی روضۃ العلماء اندر ایہ قول امام ایہائی

جو چھوڑو قول میرے نوں نال حدیث نبی دے بھائی

بھی قول میرے نوں چھوڑو جدتساں پہنچے قول اصحاباں

بھی جداں حدیث صحیح ملے سو میرا مذہب تاباں

ہن کچے حنفی قول نہ چھوڑن الٹ حدیث قرآنوں

جو سچے حنفی ابوحنیفہؒ منن مت ایمانوں ۱۲

مندرجہ بالا اشعار کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حافظ صاحبؒ نے تفسیر محمدی میں مسلک اعتدال کو اختیار کیا ہے اور فقہاء اور محدثین کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

۴۔ منہج سلف صالحین کو اولیت:

تفسیر محمدی کے اندر حافظ صاحبؒ نے سلف صالحین کے تفسیری منہج کو ترجیح دی ہے۔ کسی بھی حکم کے بارے میں تمام احادیث کو بیان کیا ہے اور تمام ائمہ کے اقوال کو بغیر تعصب کے جمع کیا گیا ہے۔ تمام اقوال و آثار کو بیان کر کے سنت کے مطابق مسئلے کا حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے قاری کے لیے مسنون طریقہ معلوم کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

سورہ فاتحہ کے نزول اور سورہ فاتحہ کی آیات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:-

سورت فاتحہ قول صحیح وچہ کے نازل ہوئی کہ مدنی کہن جو وچہ مدینے آئی شک نہ کوئی
بعضے کہن دو واری لکھی کے ہو مدینے پہلا قول صحیح زیادہ عالم کہن سمجھنے
نال اجماع ابی ست آیت پہلی ہے بسم اللہ انعت علیہم اوپر نہ آیت قول علی عبد اللہ
تے بعضے آکن ست آیت بسم اللہ باجہ ایہائی انعت علیہم اوپر آیت ستویں انہاں ٹھہرائی
پہلے کہن دلیل جو اول مصحف وچہ لکھیوے غیر قرآن نہ مصحف اندر لکھن روا رکھیوے
دو جہ کہن جو وچہ نمازاں پڑھن بلند نہ آئی جے فاتحہ آیت ہندی ناس وانگ پڑھندے بھائی
ترے نام اس دے کہ فاتحہ ام کتاب بھی سبع مثانی فاتحہ یعنی شروع قرآن تے اصل ٹھہ اس جانی
معنی سبع جو ست آیات مثانی کہن دوبارہ ہر وچہ نماز دوبار پڑھیوے ہو قرآن اکا رہ ۳۱
صحیح قول کے مطابق سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی۔ دوسری رائے کے مطابق مدینہ میں نازل ہوئی۔
بعض کہتے ہیں کہ دوسرے نازل ہوئی۔ علماء کی رائے میں پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ
اس کی سات آیات ہیں۔ پہلی آیت بسم اللہ ہے اور انعت علیہم پر آیت نہ ہے۔ یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ
اور حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اور بعض کے نزدیک سات آیات بسم اللہ کے علاوہ ہیں۔ انعت علیہم پر
الگ آیت ہے۔ پہلے گروہ کے مطابق اس کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ بسم اللہ مصحف میں لکھی جاتی ہے اور غیر
قرآن مصحف میں لکھنا جائز نہ ہے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک بسم اللہ نماز میں باواز بلند نہیں پڑھی جاتی اگر
یہ آیت ہوتی تو دوسری سورت کی طرح یہ بھی تلاوت کی جاتی۔ اس سورت کے تین نام ہیں۔ فاتحہ، ام
الکتاب، سبع مثانی۔

۵۔ ذاتی رائے سے اجتناب:

حافظ محمد صاحبؒ نے تفسیر محمدی کے اندر قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے احادیث، اقوال صحابہؓ و
تابعین اور ائمہ اربعہ کے اقوال کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جمہور علماء کی رائے کو واضح طور پر ملحوظ
رکھا ہے۔ پورے قرآن مجید کی تفسیر میں آثار و اقوال کی روشنی میں جمہور علماء کی رائے بیان کی ہے۔ اور کسی
مقام پر بھی اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ سنت کے مطابق اقوال و آثار کی روشنی میں صحیح مسلک حق پیش کیا
ہے اور اسلام کی اصل روح کو جاگر کیا ہے۔

۶۔ فقہ مقارن کے لحاظ سے مسائل کا حل:

حافظ صاحب نے تفسیر محمدی میں مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے آٹا روایات کے علاوہ ائمہ اربعہ کی آراء کو بھی بیان کیا ہے۔ ائمہ اربعہ کی آراء کو بیان کرتے ہوئے تعصب سے کام نہیں لیا۔ بلکہ بلا تعصب تمام فقہاء کی آراء کو الگ الگ بیان کیا ہے تاکہ تمام فقہاء کا نکتہ نظر سامنے آ سکے۔ فقہاء کی آراء کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سنت نبوی کو بھی واضح طور پر بیان کیا ہے۔ تاکہ قاری فقہ اور سنت میں فرق سمجھ سکے۔ فقہ مقارن کے مطابق مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے راہ اعتدال کو بھی خوب اچھے طریقے سے اجاگر کیا ہے تاکہ قاری مسنون طریقے کو صحیح معنوں میں سمجھ سکے اور اس پر عمل کر سکے۔ فقہاء کی آراء کو بیان کرنے میں وسیع ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اس اسلوب کی بہترین مثال ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

اس مسئلے وچہ اہل علم نوں اختلاف ایہائی
 اصحاباں ہور تابعیناں بھی وچہ اماماں بھائی
 ہک فاتحہ واجب آکھن بھائیں وقت بلند قرأت
 ایہ عمرؓ علیؓ عثمانؓ معاویہؓ بھی ابن عباسؓ روایت
 ایہ پنج اصحاب تے شافعی ہور اوزاعی ایہ فرماون
 تے بعضے وقت بلند خموشی ہوئی وقت پڑھاون
 ایہ ابن عمرؓ ہور عروہؓ قاسمؓ ابو بکرؓ دے پوتے
 بھی زہری مالک ابن مبارک احمد دُر پوتے
 تے بعضے کہن نہ ہوئی وقت نہ وقت بلند پڑھیوے
 ایہ جامد تے سفیان ثوری ہور آکھن حنفی دیوے
 منع والیاں دی سند جو سورت اعراف دے آخر آیت
 فاستمعوا وانصتوا تھیں پکھلیاں منع قرأت
 جو واجب کہن سو فاتحہ باجھوں پڑھنا منع بتاؤن
 فاتحہ پڑھن حدیثوں ثابت ترمذی کنوں جو لیاؤن
 عبادہ کہے نماز فجر دی حضرت نبیؐ پڑھائی
 بند قرأت ہوئی تا بعد سلاموں آکھیا بھائی

تسین مگر امام قرأت پڑھدے یا راں آکھیا آہو
 آکھیا نبیؐ جو فاتحہ باجھ نہ راہ قرأت جاہو
 ہک فاتحہ پڑھو ضرور جو فاتحہ باجھ نماز نہ کائی
 ایہہ سب تفسیر معالم اندر بغوی لکھیا بھائی
 ہدائے وچہ محمد فاتحہ پڑھنا نیک بتلایا
 کارن احتیاط بھی احمد وچہ تفسیر لیلیا
 جو صوفیاں ہور مشائخ حنفیاں طرف بے ویکھیں پیارے
 تا وانگ محمد فاتحہ پچھلیاں احسن جانن سارے
 آمین آکھن فاتحہ پچھے سنت وچہ نمازاں
 اس معنی یا رب کرتوں اینویں کریں قبول نیازاں
 ہوئی کہن یا اچی سنت اختلاف ایہائی
 اصل ادا ہر صورت وچہ نا کر جھگڑا بھائی

اس مسئلے میں اہل علم، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تابعین اور ائمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ فاتحہ کو واجب قرار دیتا ہے۔ چاہے قرأت بلند آواز میں ہو۔ یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ امام شافعیؒ اور اوزاعیؒ کی رائے بھی یہی ہے اور بعض جہری نماز میں خاموشی اور سری نماز میں فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ جن میں حضرت ابن عمرؓ، حضرت عروہؓ، قاسم جو حضرت ابوبکرؓ کے پوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ، زہریؒ، اور ابن مبارکؒ اور احمد بن حنبلؒ شامل ہیں۔ حضرت جابرؓ، سفیان ثوریؒ اور اہل احناف فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں۔ ان کی دلیل سورہ اعراف کی آیت فاستمعوا و انصتوا ہے جو فاتحہ کو واجب کہتے ہیں۔ فاتحہ کے علاوہ تلاوت سے منع کرتے ہیں۔ ترمذی کی حدیث میں فاتحہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو۔ صحابہؓ نے فرمایا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا فاتحہ کے علاوہ قرأت نہ کیا کرو۔ کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ سب امام بغویؒ نے تفسیر معالم میں تحریر کیا ہے۔ ہدایہ میں امام محمدؒ نے فاتحہ کو پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ احمد جس کو لوگ ملاں جیون کہتے ہیں اور تفسیر احمدی کے مصنف لال احمد لکھتے ہیں۔ کہ اگر تو صوفیاں جو مشائخ حنفیوں کو دیکھے گا تو

سب کو امام محمدؒ کی طرح فاتحہ کو پڑھنا اچھا سمجھنے والا پائے گا۔ نماز میں فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ اس کے معنی ہیں یا رب دعائیں قبول فرما۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے یا آہستہ کی جائے۔ بہر صورت آمین کہنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس خلاصہ سے حل مسائل میں تفسیر محمدی کا انداز اور منہج تفسیر کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۷۔ نحوی اشکال کی وضاحت:

تفسیر محمدی میں حافظ صاحبؒ نے حاشیہ پر مختلف نحوی اشکال کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور لغات کا حل بھی بیان کیا ہے۔ اور مختلف احادیث اقوال کے حوالہ جات جو متن کے درمیان میں دیے گئے ہیں ان کی وضاحت اسی صفحے کے حاشیہ پر کر دی گئی۔ اور کہیں کہیں مشکل الفاظ کی تشریح بیان کی ہے۔ اور بعض جگہوں پر نحوی مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ جس سے مطالعہ کرنے والے کے لیے تفسیر کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور اس کی تفسیر میں رحمن اور رحیم کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ اور اسکی وضاحت کرتے ہوئے حافظ صاحبؒ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

”قاضی ثناء اللہ نے لکھیا ہے جو حق ایہ ہے جو رحمن زیادہ ہے وچہ مبالغہ دے واسطے زیادہ ہونے حرفانہ جو پنج حرف ہے تے رحیم چار حرف ہے۔ اس واسطے رحمن خاص واسطے اللہ دے نہ رحیم واللہ اعلم بالصواب ۱۲۷ھ۔“

اسی طرح سورہ فاتحہ کی تفسیر میں الحمد کی وضاحت کرتے ہوئے حوالہ نمبر ۴ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

”قولہ سب تعریف الخ ایہ الف لام وچہ الحمد دے واسطے جنس دے ہے۔ بتا رت ہے طرف اس چیز دی جو پچھاندا ہے اوسنوں ہر کوئی یا واسطے استغراق دے ہے۔ یعنی تمام تعریفاں واسطے اللہ دے ہیں ہر تعریف ہر حمد کرنے والے تھیں۔“

اسی طرح حمد کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:-

”معنی حمد الخ وچہ مظہری دے لکھیا ہے جو حمد تعریف ہے مال زبان دے اوپر خوبی اختیار دی دے خواہ اوہ خوبی نعت دینے دی ہو وے خواہ ہو کہ پس حمد عام تر ہے شکر تھیں وچہ متعلق دے یعنی وچہ سب تعریف دیدے جو شکر خاص ہے مال نعت ایہ دی دے تے حمد خاص نہیں مال اسدے اپہر حمد خاص ہے مال زبان دے تے شکر عام ہے کدی مال زبان دے تے کدی خدمت تھیں دی کدی اعتقاد دی جو جانے سب نعت اس دی طرفوں ہے۔“

اسی طرح سورہ فاتحہ کی تفسیر میں رب کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”معنی رب واما لک چیز دا ہے۔ جو یں رب المال، مالک مال دا۔ رب البیت، مالک گھر دا۔ رب پرورش کرنے والے نوں بھی کہندے ہیں یعنی تربیت کرنے والے پالنے والا تے عربی تعلیم کرنے والا ادب سکھانے والا ہے۔“ ۱۸۔

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴ کی تفسیر کرتے ہوئے الحق کی وضاحت یوں کی ہے:

”الحق یا خبر ہے مبتدا محذوف دی یعنی ندالحق ایہ سچ ہے تے من ربک حال یا خبر ووجہ ہے۔ یا الحق مبتدا ہے تے من ربک خبر ہے۔ مبتدا دی یعنی حق اوہ چیز ہے جو ثابت ہے۔ رب تیرے تھیں جو توں اوپر اوسدے ہیں۔ نا اوہ جو اہل کتاب اوپر اوسدے ہیں۔ ایہ وچہ مظهری دے لکھیا ہے۔“ ۱۹۔

۸۔ نقلیات کی جامع:

تفسیر محمدی کے اندر حافظ صاحب نے کسی مسئلے کے بارے بیان ہونے والے تمام اقوال و آثار کو نقل کیا ہے اور مختلف کتابوں کی تمام نقلیات کو جمع کر دیا ہے۔ تاکہ کسی بھی مسئلے کے تمام پہلو واضح ہو جائیں اور کوئی پہلو مبہم نہ رہے۔ تمام مسائل کی تفسیر اور وضاحت کرتے ہوئے اس کے متعلق تمام نقلیات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ وضاحت کے لیے سورہ النساء کی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں:-

”وَإِذَا حُيِّتُمْ بِحَبِيبَةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا. إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝ ۲۰“

تے جس وقت دعا دتی جاوے تسانوں مال سلام دے پس دعا دیہو مال بہتر اوس تھیں یا

موڑ دیہو اوہا تحقیق اللہا پر ہر چیز دے لیکھا کرنے والا ہے۔“

جد آکھیا گیا سلام تسان فر بہتر دیہو جواباں	یا اوہو فیر دیہو رب ہر شے کر دا خوب حساباں
عجبت مصدر حیاک اللہ عادت عرب دعائیں	یعنی تہہ جوئے اللہ ملی عمراں تائیں
جاں دین اسلام ہو یا اس بدلے رب سلام بتایا	السلام علیک ایُّہا النبی آپ خدا فرمایا۔
بخاری مسلم ابو ہریر یوں کہیا نبی فرمایا	جاں اللہ آدم خلیفہ سٹھ گز لماں قد او پایا
فر حکم کیا وچ آکھ سلام جماعت مکاں تائیں	تے سن کیا کہن جواب تیرا اوہ دلوچہ یا ذکا تائیں
اوہ تیری مور اولاد تیری دے حق تحت آیا	وچ آدم کہیا سلام علیکم انہاں جواب الایا
السلام علیک ورحمۃ اللہ مکاں لفظ ود پایا	ایہ احسن معنی اینویں کہن زیا دہ افضل آیا ۲۰

ان اشعار میں آیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور لفظ تحیۃ کی وضاحت کی ہے۔ بخاری و مسلم سے منقول روایات سے لفظ احسن کی تفسیر کی گئی ہے۔

آیت کی تفسیر میں مزید احادیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

کرو مصافحہ کینہ جاوے ہدیہ پیار و دہاوے ایہ مالک وچہ موطا لکھیا پیغمبرؐ فرماوے
جاں دو مومن کرن مصافحہ رہے گناہ نہ کوئی ایہ پہنچے شعب ایمانوں مظہری والا لکھ گیوئی
کسینا رب حساب کنندہ بدلہ دیون والا کہ کہن حقیقا معنی پھنے ہر شے دا رکھوالا
اوہ حق حقوق بندیاں دے دے کہ دوہجے تے جو کجھ آئے جویں نچھ جواب سلام بھی لیکھا رکھے بھل نہ جائے
مومن اپو مومن دا حق وچہ حدیثاں آیا وچہ بیماری پچھن مویاں جنازہ نبیؐ فرمایا
بھی دعوت کرن قبول تے ملیاں کہن سلام ایہائی بھی نچھ جواب بھی خیر خواہی وچہ ترمذی ہو رنساں
بھی نا دکھ دیون نیکی دین منع کرن بریا یوں تے بھلے راہ ویکھاون کر کے یاری کڈھ اکھیا یوں ۲۲
آیت کی تفسیر میں منقول تمام روایات کو نہایت عمدگی سے مجتمع کر دیا گیا ہے۔

۹۔ جدید نظریات سے پاک:

تفسیر محمدی میں اسلام کا حقیقی اور صحیح نبوی تصور پیش کیا گیا ہے۔ تمام فلسفیانہ تصورات اور اعتقادات کو دین اسلام کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ جدید ذہن کے فرسودہ نظریات کی دین اسلام کی روشنی میں تردید کی گئی ہے اور اسلام کا حقیقی رخ واضح کیا ہے۔ عقائد اسلام کے بارے میں جدید ذہن کے شکوک و شبہات کو دلائل کے ساتھ دور کیا ہے۔

جدید ذہن میں وجود ملائکہ، جن، شیاطین اور آسمانوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائے جاتے ہیں۔ ان کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں رد کیا ہے۔

کرامات و معجزات کا انکار کرنے والوں اور قرآن مجید میں بیان ہونے والے قصص اور ولادت عیسیٰ اور حیات مسیح کے بارے میں غلط نظریات کے حامل ذہن کی دلائل کے ساتھ صحیح راہنمائی کی ہے۔ اس طرح تفسیر محمدی جدید ذہن کے نظریات و تصورات سے بالکل مبرا اور پاک ہے۔ حجیت حدیث کے منکرین کی تیغ کنی کی گئی ہے۔

۱۰۔ فکر ولی اللہی کی پنجابی زبان میں ترجمانی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قومی زندگی کے ایک بڑے نازک دور میں پیدا ہوئے۔ ان کا ظہور

اس زمانے میں ہوا جب اسلامی حکومت کی بنیادیں اکھڑ رہی تھیں اور اس ملک میں صدیوں کے جاہ و جلال سے حکومت کرنے کے بعد مسلمان اس قدر آرام طلب اور کمزور ہو گئے تھے کہ وہ مرہٹوں اور سکھوں کے مقابلے میں تساہل سے کام لیتے تھے۔

ان حالات میں شاہ ولی اللہؒ نے امت مسلمہ کو بربادی سے بچانے اور اسلامی حکومت کے احیاء کے لیے کوششیں جاری رکھیں اور برصغیر کے مسلمانوں کے ذہنی اور روحانی اختلافات کو مٹانے کے لیے شب و روز محنت کی۔ قرآن اور حدیث، فقہ، تصوف میں سالہا سال کی محنت کے بعد ایک ایسا دستور العمل مرتب کیا جس سے امت مسلمہ میں اختلافات کم ہوئے اور قرآن و سنت کے علوم کی روشنی میں پوری قوم متحد ہو کر کفر کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو گئی۔

حضرت حافظ محمد لکھنویؒ نے شاہ ولی اللہؒ کی اسی فکر کو اپنے سینے میں بسایا اور اس فکر کو اہل پنجاب کے سامنے پیش کیا۔ اہل پنجاب کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے لیے ولی اللہی فکر کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پنجابی زبان کے اندر پیش کیا۔ اور تمام اسلامی علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو تصوف کو عربی اور فارسی زبان سے پنجابی زبان میں منتقل کیا۔ اس طرح اہل پنجاب کے اندر نئی اسلامی تحریک پیدا ہوئی۔ اور اہل پنجاب میں پائے جانے والے مذہبی، ذہنی و نظریاتی اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کی۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اہل اسلام کے سامنے ایک ایسی راہ اعتدال پیش کی۔ جس پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کے اندر اتحاد و اتفاق کی راہ ہموار ہوئی۔

تفسیر محمدی میں بھی فکر ولی اللہی نمایاں ہے۔ اس طرز میں یہ تفسیر شرف تقدم رکھتی ہے۔ خاندان شاہ ولی اللہ کی تفسیری فکر سے مربوط اور متاثر ہے۔ شاہ ولی اللہ کی طرز فکر کے مطابق ”فتح الرحمن“ فارسی ترجمہ قرآن کی روشنی میں قرآن مجید کا ترجمہ پنجابی نثر میں پیش کیا ہے۔ اور فوز الکبیر اور فتح الخیر کے اندر شاہ ولی اللہ محمدی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصول علم تفسیر بیان کیے ہیں۔ تفسیر محمدی میں آپؐ نے ان اصولوں کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ فوز الکبیر میں بیان ہونے والے علوم و بیگانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ صاحب تفسیر محمدی کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

ہن شاہ ولی اللہ دہلوی اندر فوز کبیر لیا	جو چہ قرآن بیان علم ہے پنجہ قسم ٹھہرا
اول علم احکام شریعت واجب استجابوں	ہو رہا کمرہ حراموں ہو یا بیان صوابوں
اوہ قسم عبادت تمہیں احکام یا معاملہ بندی قسموں	یا تدبیر معاش گھراں یا ملک سیاست رسوں

اسدی سب تفصیل فقہ وچہ کیتی شرح فقیہاں
یہود نصاریٰ مشرک ہور منافق فرقتے چارے
تیر جا ذکر آلاء اللہ خود ذکر کرے انعاماں
چوتھا ذکر الام اللہ جو اگلیں قوماں قصے
پنجواں ذکر جو موتوں پچھے حشروں نشر حسابوں
سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۷۳ کی تفسیر میں حافظ صاحب خاندان ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:
إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ
تحقیق حرام کتیس اپرتسا ڈے مردار تے لہوتے گوشت خو کدا

جو بہت تقرب غیر اللہ دے بندیاں نذر کریندے
میں وچہ حصن الایمان اوہ مطلب سب عزیزی والا
عزیزی والا وڈا محدث مجتہد جھگ جانے
بھی والد اوسدا شاہ ولی اللہ بحر علوم ایہائی
تے اٹعلیل شہید بھتیجا ٹھاٹھاں علم ابھارے
پورپ بند پنجاب بنگلہ دکن سندھ ولایت
ایسا عالی شان گھرانہ ہور نہ سنیاں کوئی
ایہ سارے سنے شاگرداں قائل حرمت اس حیوانے

۱۱۔ وحدۃ الوجود کی تردید:

حافظ محمد بن باریک اللہ نے اپنی تفسیر میں نظریہ وحدۃ الوجود کی نفی کی ہے اور دلائل کے ساتھ وحدت الوجود کا رد کیا ہے۔ اور تردید کا انداز ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پڑھنے والے اور غور کرنے والے پر حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ سورۃ اخلاص کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

کہن وجودی ہرشی اللہ اوس بن ہور نہ کوئی

تے ہر شے ہے محتاج اللہ صمد کو یں پھر ہوئی

ایہ کہن جہانوں اللہ اوہ سہ دن پیندے کھاندے

بھی حمدے جندے دھیاں پتر بیمار ہوندے مر جانے

پھر جو کہن انہاں اللہ دینوں عقلوں خالی

ایہ عقل تے نقل خلاف عقیدہ بات دیوانیا نوالی

ہے اللہ ہک صمد جو اوسنوں حاجت مول نہ کائی
نہ جے نہ جے خولیش نہ جسوں لائق اوہ خدائی ۲۵

۱۲۔ صفات سبع یا سات خوبیاں:

مولانا معین الدین لکھوی تفسیر محمدی کی خوبیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جامعہ محمدیہ کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں حافظ محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا محمد عابد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ صاحب سے پوچھا کہ آپ کی تفسیر محمدی کی کیا خوبیاں ہیں۔ حضرت حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میری تفسیر کی ”سات خوبیاں“ ہیں۔ مولانا محمد عابد کہتے ہیں کہ حافظ محمد نے اتنا ہی کہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

چنانچہ بقول مولانا معین الدین لکھوی مولانا محمد عابد نے اس خواب کا تذکرہ میرے پاس کیا۔ اور پھر بڑے بھائی حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور سات خوبیوں کے بارے میں پوچھا انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔

بقول لکھوی صاحب اسی دوران والد گرامی حضرت مولانا محمد علی مدنی جو کہ مدینہ منورہ رہائش پذیر تھے۔ مدینہ منورہ سے پاکستان آئے تو مولانا محمد عابد صاحب نے اسی خواب کا تذکرہ مولانا محمد علی مدنی سے کیا اور ”سات خوبیوں“ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ سات خوبیاں کیا ہیں۔ مولانا معین الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے یہ بات سنتے ہی فوراً فرمایا کہ قرآن پاک میں ”استوی علی العرش“ کا ذکر سات مقامات پر ہوا ہے۔ اور ساتوں مقامات پر حافظ محمد صاحب نے اس کی تاویل نہیں کی۔ یہی تفسیر محمدی کی سات خوبیاں ہیں۔

حافظ محمد صاحب سورہ اعراف میں ”استوی علی العرش“ کی تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”شاہ ولی اللہ صاحب تے فرزند اونہاندے شاہ رفیع الدین تے عبدالقادر رحمہم اللہ نے
”استوی“ قرار کرنا لکھیا ہے۔ تے امام ابوحنیفہ نے وچہ کتاب الوصیت دے قرار دی نفی کیتی
ہے۔ پس ترجمہ قرار والا ہے بے کیف جاننا چاہیے“ ۲۶

یعنی حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ نے
”استوی“ کا معنی قرار کرنا لکھا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے کتاب الوصیت میں قرار کی نفی کی ہے۔ پس
”استوی“ کا ترجمہ منہوم قرار والا ہے۔ لیکن اس کو بلا کیف و کیفیت ماننا اور جاننا ضروری ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱. معین الدین لکھوی، مولانا، غیر منقسم پنجاب کا عظیم مصلح، (مقدمہ احوال الاخرۃ) اسلامی اکادمی، ۱۲۰۰ اردو بازار لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۷
۲. نقوی، جمیل، اردو تفاسیر (کتابیات)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۴۱-۱۴۳
۳. ڈاکٹر محمد باقر، پنجابی میں قرآن کے مطبوعہ تراجم، (قرآن نمبر، سیارہ ڈائجسٹ) لاہور، ۱۹۸۸ء، ۳/۳۵۸
۴. اردو تفاسیر، ص ۱۲۵ تا ۱۲۸
۵. Mofakhkhar Hussain Khan, Dr, The Holy Quran in south Asia, Bibi Akhtar prakasani, Dhaka, 2001, p176,
۶. اصغر علی، قرآن کریم کی پنجابی تفاسیر و تراجم، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۸
۷. البقرہ ۲/۱۰۵
۸. لکھوی، حافظ محمد، تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان، مکتبہ اصحاب الحدیث، حسن مارکیٹ مچھلی منڈی، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۲ء، جلد ۱، ص ۸۸-۸۹
۹. ایضاً، ص ۲۲۲ ۱۰. ایضاً، ص ۲۲۳ ۱۱. ایضاً، ص ۲۲۴
۱۲. ایضاً ۱۳. ایضاً، ص ۷-۸ ۱۴. ایضاً، ص ۱۱-۱۲
۱۵. ایضاً، ص ۸ ۱۶. ایضاً ۱۷. ایضاً
۱۸. ایضاً ۱۹. ایضاً، ص ۱۲۰ ۲۰. النساء ۴/۸۶
۲۱. تفسیر محمدی، ص ۲۳۸-۲۳۹ ۲۲. ایضاً، ص ۲۴۰
۲۳. ایضاً، ص ۶-۷ ۲۴. ایضاً، ص ۱۳۸-۱۳۹
۲۵. تفسیر محمدی، جلد ۷، ص ۲۵۲ ۲۶. تفسیر محمدی - جلد ۲، ص ۱۶۹